وجیہہ شاہین
اسکالر، پی۔ایچ۔ڈی، اردو
وفاقی اُردو یونیورسٹی آف آرٹس سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، اسلام آباد۔

اختر ہوشیار پوری ہائیکو کی ایک خوبصورت آواز

Wajeeha Shaheen
Scholar, PhD Department of Urdu Federal Urdu University, Islamabad.

AKHTER HUSHIAR PURI: A BEAUTIFUL VOICE OF HAIKU

A haiku is an unrhymed Japanese poetic form that consists of 17 syllables arranged in three lines containing five, seven and five syllables, respectively. A haiku expresses much and suggests more in the Fewest possible words. The form gained distinction in the 17th century, when Basho, a Japanese poet considered the greatest practitioner of the form, elevated it to a highly refined art. It remains Japan's most popular poetic form. The imagist poets (1912-30) and others have imitated the form in English and other languages. Many Haiku writers like AitbaarSajid, Dil Nawaz Dil, Muhammad Ameen and Saifi have earned fame in this genre and contributed in its expansion. Akhter Hushiarpuri is one of the remarkable names of this sequence. He developed a new and different style of Haiku by writing "Barg e Gul"and "Sarsun k Phool."

Keywords: *Akhter Hushiarpuri, Different style of Haiku, Genre of Japanese language, Haiku in Urdu*

”برگ گل“ اور ”سرسوں کے پھول“ جیسے دلچسپ اور خوبصورت ہائیکو کے مجموعوں کے خالق اختر ہوشیار پوری ۲۰اپریل۱۹۱۸ء کو بھارت کے شہر ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ہائیکو کے علاوہ اردو غزل، نظم، نعت اور مرثیہ بھی ان کی پہچان بنا مگر ہائیکو کی آواز سے ان کو جو شہرت حاصل ہوئی اس کی مثال اُردو ادب میں بہت کم ملتی ہے گو کہ اختر ہوشیار پوری غزل میں ایک قد آور شاعر کے طور پر نمایاں ہو چکے تھے تاہم جب انھوں نے ہائیکو کی صنف میں طبع آزمائی کی تو انھیں مزید شہرت ملی اور اُن کا شمار ہائیکو تخلیق کرنے والے اہم شعرا میں ہونے لگا۔ہائیکو نے جاپان سے سفر کیا اور آہستہ آہستہ اردو زبان کی شان و شوکت بن گئی۔ اختر ہوشیار پوری نے ہائیکو میں بہت سے واقعات کو موضوعات میں ڈھالنے کی عمدہ کوشش کی ہے۔

ہائیکو کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں ہندوستان اور پاکستان کے بہت سے ناقدین نے اپنی اپنی بساط اور علمی بصیرت کے مطابق اس گنجلک کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ انور جمال اپنی کتاب "ادبی اصطلاحات" میں ہائیکو کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> "ہائیکو تین مصرعوں کی ایک نظم ہوتی ہے جس میں سترہ مقطعات ہوتے ہیں اور اس کا آہنگ ۵،۷،۵ ہوتا ہے۔ اختصار ہائیکو کی بنیادی خصوصیت ہے۔ مناظرِ فطرت میں انسانی رشتوں اور جذبوں کی دریافت ہائیکو کا موضوعی حسن ہے۔ ہائیکو اردو میں تازہ وارد ہے" (۱)

ہائیکو دراصل مناظرِ فطرت کی خوبصورتیوں کا ایک حسین اور دلربا شاہکار ہے مگر اس کے لیے موضوعات کی پابندی نہیں۔ ہائیکو کا اختصار اپنی جگہ مگر موضوع کے اعتبار سے اس کے اندر بیان کی صلاحیت بہت زیادہ ہے۔ اس کے تین مصرعے ہوتے ہیں مگر یہ تینوں مصرعے مل کر ایک بیان کا دَروا کرتے ہیں اور جب یہ در کھلتا ہے تو اس کے اندر سے خوبصورت حسینائیں بھی جھانکتی ہیں اور دلکش مناظر بھی چڑیوں کے بولنے کی آوازیں بھی آتی ہیں اور کھلتے گلاب بھی بیلوں کے گلوں کی گھنٹیاں بھی سنائی دیتی ہیں اور سرسوں کے پھول بھی۔ ڈاکٹر انور سدید اپنی کتاب "اردو ادب کی مختصر تاریخ" میں ہائیکو کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ہائیکو کی صنف جاپانی زبان سے اردو میں آئی ہے یہ صنف سخن تجربے اور مشاہدے کو اختصار اور کفایت لفظی سے پیش کرتی ہے اور جاپانی مصوری کی طرح اشیاء اور مظاہر میں ایک واضح فاصلہ قائم رکھتی ہے۔ قاری اس فاصلے کو تخلیق مکرر کے دوران میں اپنے تخیل سے طے کرتا اور حظ اٹھاتا ہے۔ مظاہرِ فطرت اور اشیاء یعنی موسم، ماحول، چمن، پھول، پرندے ہائیکو کا جسم بھی ہیں اور اس کی روح بھی۔ یہ سترہ صوتی اوزان ۵۔۷۔۵ الفاظ کے تین منظوم مصرعوں میں پیش کرتے ہیں" (۲)

اختر ہوشیارپوری نے بھی اردو ادب میں نظم، غزل، نعت اور مرثیہ کے بعد ہائیکو نظم میں بھی طبع آزمائی کی اور اپنے علم، تجربے، مشاہدے اور علمی قوت کے زور پر اردو ہائیکو میں ایسے ایسے موضوعات قلم بند کئے جو آج بھی اپنے اعتبار سے منفرد اور شگفتہ ہیں۔ انہوں نے اپنی ہائیکو کا آغاز بھی اپنے رب کے نام سے کیا ہے۔ جو علیم بھی ہے، حلیم بھی اور جبّار بھی ہے اور قہار بھی۔ اختر ہوشیارپوری کا کہنا ہے کہ تمام تعریفیں صرف اسی کی ذات کی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ پناہ دینے والا بھی وہی ہے جس کے قبضے میں تمام انسانوں کی جان ہے۔ وہ اس موضوع کو اپنی ایک ہائیکو میں یوں بیان کرتے ہیں:

حمدِ خدائے کریم
اس کے نام سے ہر آغاز
دائم اس کی پناہ (۳)

فطرت کے مناظر اور قدرتی حسن ہائیکو کے بنیادی موضوعات ہیں۔ اللہ تعالی نے اس کائنات کو رنگارنگ چیزوں سے یوں بھرا ہے جس کی مثال نہیں ملتی کہیں نہریں بہتی ہیں تو کہیں برف سے ڈھکے پہاڑ جلوہ گر ہوتے ہیں، کہیں لہلہاتی فصلیں رنگ بکھیرتی ہیں تو کہیں ریت کے بے آب و گیاہ ٹیلے، کہیں چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے تو کہیں ٹمٹماتے ستارے، کہیں چلتی گاڑیاں ہیں اور کہیں قمقموں کی روشنی، کہیں پھولوں کی کھلتی ہوئی کونپلیں ہیں تو کہیں کلیوں کے چٹکنے کی پر اسرار صدائیں، کہیں کوئل کوکتی ہے تو کہیں فاختائیں اللہ ہو کا ورد کرتی دکھائی دیتی ہیں یہ سارا حسن مل کر کائنات کی وسعتوں کو رنگین اور دلکش بناتا ہے۔ ان مناظر کو دیکھ کر اختر ہوشیارپوری کے اندر کا شاعر جاگ اٹھتا ہے اور غزل کے موضوعات کو ہائیکو میں اس خوبصورتی سے پرو دیتا ہے اور اس کے ساتھ مختلف مناظر کی منظر کشی کرتا ہے:

شبنم کے قطرے
سانجھ سویرے کے موتی
پھول کے دامن پر(۴)

ایک اور جگہ پر دیکھیے:

بُور آموں پہ آگیا ہوگا
پیڑ جامن کے لہلہاتے ہیں
اپنے آنگن میں پینگ ہی جھولیں(۵)

ایک اور جگہ پر قدرتی مناظر کی عکاسی اس طرح کی ہے:

پھول سرسوں کے لہلہاتے تھے
چاند ٹیلے کی اوٹ سے نکلا
آنکھ کو کچھ سجھائی دیتا نہیں(۶)

اختر ہوشیارپوری تقلید کے قائل نہیں تھے۔ انھوں نے ہمیشہ اپنی الگ راہ بنائی۔ انھوں نے جہاں غزل میں نئے نئے تجربے کیے اور نئے نئے موضوعات سے اپنی غزل کو روشناس کیا وہاں ہائیکو میں بھی جاپان کے ماحول سے نکل کر پاکستانی موضوعات کا ہی انتخاب کیا۔ ان کے ہاں ہائیکو میں پاکستانی موسموں کا ذکر ہے، پاکستانی سرزمین میں کھلنے والے گلابوں کا ذکر ہے پاکستانی مٹیاروں اور بچوں کا ذکر ہے، پاکستانی سڑکوں اور نہروں کا ذکر ہے۔ اس لیے اختر ہوشیارپوری نے اردو ہائیکو کو ایک نیا رنگ اور آہنگ بخشا ہے جو دوسرے شعرا سے منفرد بھی ہے اور اپنی ثقافت سے منسلک بھی۔ وہ اپنی کتاب ”برگِ گل“ کے ابتدائی صفحات پر یوں رقم طراز ہیں:

"ہائیکو جاپانی صنف سخن ہے۔ اسے یہاں پر پاکستان میں اس طرح اگایا گیا ہے جس طرح خوبصورت پھولوں کے درخت اس طرح خوبصورتی اور حسن اس صنف کا بہت بڑا وصف ٹھہرا، مگر پاکستان کی فضا میں کچھ اور جہتیں بھی ہیں جنہیں موضوع سخن بنایا جاسکتا ہے۔ چوں کہ ہائیکو

کے ساتھ محبت بھرا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اس لئے میری تمنا ہے کہ ہائیکو صنف سخن کو صرف جاپانی صفات اور اس کے تقاضوں کا پابند نہ کیا جائے بلکہ پاکستانی فضا کو بھی اس کے اظہار کا وصف بنایا جائے تاکہ پتہ چلے کہ یہ پاکستانی ہائیکو ہے۔"(۷)

یادیں اور خطوط آپس میں لازم و ملزوم ہیں جب کسی کی یاد آتی ہے تو دل خط لکھنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے اور اہل دانش خط کو آدھی ملاقات کہتے ہیں۔ اختر ہوشیارپوری نے اپنی ہائیکو میں خطوط اور یادوں کے حوالے سے بھی ذکر کیا ہے۔ یادِ زندگی کا سہارا ہے، یاد کسی محبوب کی بھی ہو سکتی ہے اور اپنے وطن کی بھی، اپنے بہن بھائیوں کی بھی ہو سکتی ہے اور اپنے بچوں کی بھی، اختر ہوشیارپوری نے خط اور یاد کے لفظ کو بڑے اچھوتے انداز میں استعمال کیا ہے۔

اس حوالے سے اختر ہوشیارپوری کی ہائیکو دیکھیے:

اتفاقاً کتاب سے میری
آج اک ایسا خط نکل آیا
نام جس پر کسی کا درج نہیں (۸)

ایک اور ہائیکو دیکھیے:

پچھلی عمر کے خط
رات کو اٹھ کر پڑھتا ہوں
پچھلی عمر کا روگ (۹)

اختر ہوشیارپوری نے اپنی ہائیکو میں موسموں کے ساتھ ساتھ انگریزی اور دیسی مہینوں کا بھی ذکر بڑی عمدگی اور روانی سے کیا ہے کہیں تو انھوں نے جیٹھ، ہاڑ کی گرمی کی شدت کا ذکر کیا ہے کہیں ساون کی بوندا باندی کا، کہیں دسمبر کی اداس شاموں کا ذکر کیا ہے تو کہیں جنوری کی سرد راتوں کا۔ کہیں بہار کے رنگوں کا، تو کہیں برف اور شفاف برفیلے پانیوں کا۔

انھوں نے موسموں اور مہینوں کا ذکر اس انداز میں کیا ہے کہ موسموں اور مہینوں کی مناسبت سے رُت کا سماں ایک خوبصورت ماحول کا منظر پیش کرتا جاتا ہے۔ اختر ہوشیارپوری کا انداز ملاحظہ کیجیے:

گیت گاتی ہوئی بدن کی دھنک
سرخ ہونٹوں سے بارشِ الہام
اور فضا میں پھوار ساون کی (۱۰)

اختر ہوشیارپوری نے اپنی ہائیکو میں معاشی اور معاشرتی مسائل کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ایک حساس دل رکھتے تھے۔ وہ بھی ایک محب وطن شہری کی طرح نہیں چاہتے تھے ہمارے ملک میں معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا ہوں بے روزگاری، غربت اور افلاس کو دیکھ کر ان کا دل کڑھتا تھا وہ سکول جانے والے بچوں کو فیکٹریوں اور ملوں میں کام کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے اختر ہوشیارپوری کی فکر بھی ایک ایسے حساس ذہن کی طرح کی تھی کہ جہاں وہ رہ رہے تھے

نظام تعلیم ایسا ہونا چاہیے جس میں غریب سے غریب کا بچہ بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ایک اچھا شہری بن سکے۔ غریب کے پاس کھانے کے لیے روٹی رہنے کے لیے مکان، پہننے کے لیے کپڑے اور بیماری کی حالت میں دوائی لینے کے لیے پیسے نہیں وہ تڑپ تڑپ کر سڑک کنارے جان دیتا ہے مگر صاحب اقتدار یا صاحب اختیار ٹس سے مس نہیں ہوتے سب کچھ اپنے لیے سمیٹنے کے لیے وقف ہو چکا ہے۔ مہنگائی نے غریب کا جینا دشوار کر دیا ہے۔

اس حوالے سے ان کی ایک ہائیکو پیش کی جارہی ہے جس میں درج بالا عنوان کی ایک عمدہ تصویر ہے۔

اتنی مہنگائی
لے نہیں سکتے کوئی دوا
جینا ایک عذاب (۱۱)

اختر ہوشیار پوری کی کتابیں "برگ گل" اور "سرسوں کے پھول" رنگارنگ افکار و خیالات کا ایک خوبصورت گلدستہ ہیں۔ اس میں قوسِ قزح کے تمام رنگ شامل ہیں۔ ان کے ہاں اور پنجاب کی الھڑ مٹیاروں کا ذکر بھی ہے۔ اس میں چشموں کا شور بھی ہے اور شبنم کے قطروں سے موتیوں کا منظر بھی، منڈیروں پہ بولتے محبوب کے آنے کا پیغام دیتے ہوئے کوے بھی اور انتظار کی کیفیت میں کھِلے ہوئے محبوبہ کے گلابی گال بھی۔ اختر ہوشیار پوری نے اپنی ہائیکو میں "دلہن" اور "قوسِ قزح" کو آپس میں ایسی نسبت سے بیان کیا ہے جیسے مندری میں کوئی ہیرا جڑ دیا ہو۔ اختر ہوشیار پوری نے جو بھی الفاظ اپنی ہائیکو میں استعمال کیے ہیں ان میں روانی اور اسلوب کی دلکشی ہمیشہ برقرار رہی ہے:

دلہن کے ہمراہ
قوسِ قزح کیا اُتری ہے
منظر اُترا ہے (۱۲)

اختر ہوشیار پوری ہائیکو کے موضوعات اور اسلوب کے حوالے سے اپنی کتاب "سرسوں کے پھول" میں ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

> "میں نے زندگی کی طویل جدوجہد میں اپنی ذات کو کائنات بنا کر اس کے تحفظ کی ضمانت دی ہے انصاف، ضمانت اور آزادی میری جبلت میں موجود رہے ہیں لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ہائیکو کے لئے صرف روشنی، خوشبو، رنگ کافی نہیں کچھ اور بھی وسعتِ مشاہدہ وسعتِ بیان کے لئے طلب کیا جانا چاہئے چنانچہ میں نے کوشش کی کہ خارج میں جو ممکن ہے اسے برقرار رکھ کر خیالات کی سادگی کو خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے"۔(۱۳)

عبیدہ رضوی اپنے مقالہ میں اختر ہوشیار پوری کی ہائیکو میں موضوعات اور وُسعتِ مشاہدہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"گو موضوعاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو اختر کی ہائیکو میں معنیٰ کا ایک جہاں پوشیدہ ہے انہوں نے اپنے آپ کو محض ہائیکو کے چند موضوعات تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ وسعتِ مشاہدہ اور وسعتِ بیان کے قائل تھے موضوعات کا تنوع ان کی ہائیکو کا نمایاں وصف ہے"(۱۴)

اختر ہوشیارپوری نے اپنی ذات کو کسی ایک صنف تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے وسعت بیان کے لیے انھوں نے نظم، غزل، نعت اور مرثیہ کے علاوہ ہائیکو میں بھی اپنی شناخت کرائی اور انھوں نے ہائیکو کے لیے ان الفاظ کو منتخب کیا وہ ایک پورامنظر پیش کرتے ہیں جیسے کوئل، آسمان، روشنی، رنگ، قوس قزح، پھول، چاند، آسمان، فاختہ، دسمبر، دلہن، دیوار، اخبار، کشمیر، مسجد، حسن، گلاب، دھنک، پردیس، رات، خط، گاڑی، مہک، صحن، آنکھیں، برف، پہاڑ، آفتاب، دہلیز، چاندنی اورچہرہیہ سارے وہ الفاظ اور استعارے ہیں جنھیں انھوں نے فنی مہارت کے ساتھ اپنے موضوعات میں برتا ہے۔اختر ہوشیارپوری کے بارے میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

"اختر ہوشیارپوری ان شعرا میں سے نہیں جو کسی ایک صنف شعر سے چپک کر رہ جاتے ہیں اختر ہوشیارپوری کے اندر تو کوئی ایسی پگھلی ہوئی کیفیت ہے جو کسی ایک پیمانے میں سما نہیں سکتی بلکہ چھلک چھلک جاتی ہے غالب کی طرح وہ وسعت بیان کے لئے نئے سے نئے پیمانوں کے لئے متلاشی نظر آتے ہیں۔ اس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ نظم میں اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے اور غزل میں اپنا بھرپور احساس دلانے کے بعد وہ اب عہد پیری میں ایک نئی صنفِ شعر یعنی ہائیکو کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اس میں بھی کمال فن کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے"(۱۵)

اختر ہوشیارپوری کے ہائیکو فنی خوبیوں سے مالا مال ہیں۔ ان میں تشبیہ، استعارہ، تکرار، لفظی اور صنعتِ تضاد کی بہت سی خوبصورت مثالیں ملتی ہیں۔ انھوں نے اپنی ہائیکو میں علامت کا بھی استعمال کیا ہے۔ ان کی مشہور علامتوں میں دستک، سرسراہٹ، آئینہ، چراغ، پیڑ، چاپ اور آہٹ بہت اہم ہیں۔ انھوں نے ان علامات کو بڑی پرکاری سے استعمال کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کا انداز ملاحظہ کیجیے:

جلتے بجھتے چراغ کی لَو میں
ایک تصویر دیکھتا ہوں میں
زندگی! تو ذرا ٹھہر جانا(۱۶)

میرے قدموں کی چاپ کو سُن کر
مرا سایہ کھڑا ہے کھڑکی میں
اور خوابیدہ وقت کی دیوی(۱۷)

اختر ہوشیار پوری نے ہائیکو میں علامت اور استعارے کا استعمال جس خوبی سے کیا ہے۔ اس کی ان کی ہائیکو اور بھی نکھر جاتی ہے اور شعریت متاثر ہوئے بغیر خوبصورت مفہوم دیتی ہے۔ اختر ہوشیار پوری کی علامت نگاری کے حوالے سے خاور اعجاز ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

> "اختر صاحب کے مزاج کی علامتی جدیدیت نے جہاں ان کی غزلیہ شاعری میں، شہر، ہوا، دیوانہ، مکان، دریچہ اور چراغ ایسی مربوط علامتوں سے ایک مکمل معاشرتی نظام کی شکست و ریخت کی داستان رقم کی ہے وہاں ان کی ہائیکو شاعری میں بھی اس داستان کا تسلسل نظر آتا ہے"[۱۸]

اپنے موضوعات میں انھوں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کوئی ایسا موضوع جو پاکستان اور اس کی دھرتی سے جڑا ہوا ہو رہ نہ جائے۔ انھوں نے ملکی حالات پر بہت کچھ لکھا۔ ان کا مطالعہ اور مشاہدہ اس حوالے سے بڑا عمیق ہے۔ انھوں نے جہاں، پھولوں، روشنیوں اور رنگوں کا ذکر کیا ہے وہیں پاکستان کا ایک خوف ناک اور ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والا بھیانک چہرہ بھی دکھایا ہے۔ ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت اور دہشت گردی کا نقاب اٹھا کر لوگوں کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح ہمارے ملک کی سالمیت کو بہت خطرہ ہے۔ ملک کی خوشحالی اور امن تباہ ہو رہا ہے۔ انھوں نے جب کراچی کے حالات بگڑتے دیکھے تو ان کے دل پر بھی گہرا اثر ہوا اور پھر انھوں نے انسانیت پر ظلم و ستم، معصوم بچوں کی لاشوں اور ماؤں بہنوں کی قتل و غارت کے مناظر کا اپنے ہائیکو میں اس طرح اظہار کیا ہے:

گولی چلتی ہے
شہر کراچی کی ہر صبح
رات میں ڈھلتی ہے[۱۹]

اندھی نگری ہے
اک جانب سناٹا ہے
دوسری جانب مَیں[۲۰]

اختر ہوشیار پوری ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ قادر الکلام اور بڑے منفرد شاعر تھے۔ انھوں نے نہ صرف اردو غزل کی زلفوں کو سنوارا بلکہ نظم، نعت اور مرثیہ کے گلستان میں بھی ایسے نقش و نگار اور بوٹے اگائے جو ادب کے میدان میں ہمیشہ تر و تازہ اور جگمگاتے رہیں گے۔ انھوں نے اپنی عمر کے آخری حصے میں ہائیکو کے میدان میں بھی "برگ گل" اور "سرسوں کے پھول جیسے دو مجموعے لکھ کر اس صنف کو چار چاند لگائے اس لیے اختر ہوشیار پوری کی تخلیقات کا جائزہ لیا جائے تو وہ ہر صنف کے منفرد لکھاری معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ اختر ہوشیار پوری کی شاعری میں ہائیکو کی صنف ایک خوبصورت اور دلکش اضافہ ہے جس سے چڑیوں کے بولنے کی آوازیں پھولوں کے کھلنے، قوس قزح کے رنگ اور بچپن کی یادوں کے مناظر اپنی پوری آب و تاب اور توانائی کے ساتھ یاد آتے رہیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ انور جمال، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۱۹۹۸ء، ص ۱۱۸

۲۔ انور سدید، اردو ادب کی مختصر تاریخ، اے ایچ پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۵۰۸۔۵۰۹

۳۔ اختر ہوشیار پوری، سرسوں کے پھول، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۹

۴۔ ایضاً، ص ۸۵

۵۔ اختر ہوشیار پوری، برگ گل، سارنگ پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۵

۶۔ ایضاً، ص ۴۰

۷۔ ایضاً، ص ۶

۸۔ ایضاً، ص ۵۸

۹۔ اختر ہوشیار پوری، سرسوں کے پھول، ص ۷۵

۱۰۔ اختر ہوشیار پوری، برگ گل، ص ۶۱

۱۱۔ اختر ہوشیار پوری، سرسوں کے پھول، ص ۷۸

۱۲۔ ایضاً، ص ۸۱

۱۳۔ ایضاً، ص ۶

۱۴۔ عبیدہ رضوی، اختر ہوشیارپوری کی ادبی خدمات۔ مقالہ مملوکہ"علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۱۷۶

۱۵۔ "وزیر آغا۔ "پیش لفظ"، برگ گل، سارنگ پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۸ء، ص ۷

۱۶۔ اختر ہوشیار پوری، برگ گل، ص ۲۱

۱۷۔ ایضاً، ص ۴۶

۱۸۔ خاور اعجاز "اختر کی ہائیکو"، مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت ادبی ایڈیشن یکم دسمبر ۱۹۹۸ء

۱۹۔ اختر ہوشیار پوری، برگ گل، ص ۸۹

۲۰۔ اختر ہوشیار پوری، برگ گل، ص ۹۸